Al-Qalam القلم
p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077
Volume:26, Issue:2, 2021, pp.161-180

اصطلاح "اقامتِ دین" کی مختلف تعبیرات: علمائے قدیم و معاصرین کے افکار کا تجزیاتی مطالعہ

An analytical study of the thoughts of ancient scholars and contemporaries about the different interpretation of the term "Establishin the Deen"

Hafiz Abdul Khaliq *(corresponding author)*
PHD Scholar,
Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore, Pakistan;
Lecturer in Islamic Studies, Government College, Haveli Lakha
Email: aktoqeer114@gmail.com
Prof. Dr. Muhammad Saad Siddiqui
Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore, Pakistan

KEYWORDS
DĪN, ESTABLISHING OF DĪN,TŪḤĪD e ILĀHĪ,INTERPRETATION OF DĪN, CONCEPT OF DĪN

Date of Publication: 20-11-2021

ABSTRACT

In the middle of 20th century, after the demise of Ottoman Empire, some Islamic movements were triggered by enshrining the concept of Establishing the Deen.The founders of the movements wanted to make Islam inclusive by bringing every facet of life under the umbrella of Islamic ideology even including political and economic affairs. According to their point of view, all the messengers of Almighty Allah were sent to establish the Deen which is only the actual objective of Islam and being a muslim, this one is the duty of everyone to pay his role in this consecrated and most cherished cause. They claimed that their concept was grounded on the Holy Quran and Sunnah. According to another viewpoint of Scholars, the above noted concept of Establishing the Deen is absolutely a new concept; it had never been discussed among the Muslim scholars in Islamic history since hundred years. The author would like to explicate the meaning of "Establishing the Deen" in the light of expository literature and try to overhaul the facts that what the previous Scholars meant by "Establishing the Deen" and how the founders of Islamic movements take it? And to substantiate the difference or connection between classical and contemporary viewpoint.

اقامت کا لغوی معنی:

اقامت کا کلمہ ثلاثی مزید فیہ کے باب "اقام یقیم" سے مصدر ہے، اس کا مادہ "قوم" ہے جو ثلاثی مجرد کے باب "قام یقوم" سے ماخوذ ہے۔ علامہ فیروز آبادی رقم طراز ہیں:"قام قوماً قومةً وقیاماً وقامةً: انتصب فهو قائم"[1]۔قام سے مصدر قوم، قومة، قیام ہے اور قامت کا معنی ہے کھڑا ہونا، سیدھا ہونا اور اس کا اسم فاعل قائم ہے۔ علامہ وحید الزماں قاسمی نے بھی اقامت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔[2] ثلاثی مزید فیہ کے باب اقام کے کئی ایک مصادر آتے ہیں، جیسے علامہ ابن منظور افریقی نے واضح کیا ہے:"اقام بالمكان اقامةً و اقاماً و مقاماً و قامةً ۔ قال ابن سيده: وعندي ان قامة اسم كالطاعة والطاقة"[3]۔ کسی جگہ قیام کرنے کو اقام، اقامت، مقام اور قامت کہتے ہیں۔ ابن سیدہ نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک قامت بھی طاعت اور طاقت کی مانند اسم ہے۔ ثلاثی مزید فیہ کی ایک خصوصیت تعدیہ بھی ہے چنانچہ اقامت کا مصدری معنی ہو گا: کسی چیز کو اٹھادینا، کھڑا کر دینا اور کسی چیز کو اس کے جملہ حقوق کے ساتھ بروئے کار لانا یا کسی شے کو سیدھا کر دینا، اقامت کہلاتا ہے۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:"و اقامة الشيئ: توفية حقه"[4]۔ کسی چیز کی اقامت کا معنی ہے: اس کا حق پورے طور سے ادا کرنا۔ اسی سے اقامت صلوۃ ہے جس کا مطلب ہے: نماز کو اس کے جملہ ارکان و شرائط اور حقوق و مطالبات کے مطابق ادا کرنا۔ امام اصفہانی نے اقامت صلوۃ پر متعدد آیات کا حوالہ بھی دیا ہے اور اس کے بعد اقامت کا یہی مفہوم واضح فرمایا ہے چنانچہ امام موصوف رقم طراز ہیں:"ولم يامر الله بالصلوة حيثما امر، ولامدح بهاحيثما مدح، الا بلفظ الاقامة، نتبيهاً ان المقصود منها توفية شرائطها لا الاتيان بهيئأتها۔" [5] ۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی نماز کا حکم دیا ہے اور جہاں بھی اس کی مدح فرمائی ہے، لفظ اقامت استعمال کیا ہے جو اس بات کی تنبیہ ہے کہ نماز سے اصل مقصود اس کی شرائط پوری کرنا ہے، محض اس کی ہیئت بجا لانا نہیں۔ علامہ ابن منظور افریقی کا بھی یہ خیال ہے کہ عین کلمہ کے عوض میں "اقام "کا مصدر "اقامت "اور اضافت کی صورت میں" اقام " آتا ہے۔ علامہ موصوف نے بھی اپنے موقف کی تائید میں مذکورہ آیت نور کا حوالہ دیا ہے۔[6] جب اقامت کا صلہ شریعت آئے گا تب اس کا مطلب ہو گا: شریعت پر عمل کرنا اور احکام شرع بجالانا چنانچہ اصحاب معجم رقم فرماتے ہیں:"اقام الشرع: اظهره و عمل به"[7]۔ اقامت شرع کا معنی ہے: اس پر عمل کرنا اور اسے غالب کرنا۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ يَـٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَـٰبِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَىْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا۟ ٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ﴾ [8] دوسرے مقام پر فرمان ربانی ہے:﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا۟ ٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ﴾ [9] اقامت شرع کا مفہوم بیان کرتے ہوئے مذکورہ آیات کے تناظر میں امام راغب اصفہانی رقم فرماتے ہیں: "ای توفون حقوقهما بالعلم والعمل"[10]۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ علم و عمل کے ذریعہ تورات و انجیل کے حقوق ادا کرتے۔ اقامت سے اسم فاعل "مقیم " آتا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَٱلْمُقِيمِينَ ٱلصَّلَوٰةَ﴾ [11] مذکورہ لغات کی رو سے اقامت کا معنوی حاصل یہ ہے کہ اس کے مفہوم میں قیام کرنا، کھڑا کر دینا، قائم کرنا اور اٹھادینا شامل ہے چنانچہ اقامت دین کا معنی ہو گا: دین و شریعت پر عمل پیرا ہونا، اپنے علم و عمل سے غالب کرنا اور کتاب شریعت کے جملہ حقوق ادا کرنا۔

اصطلاح "اقامت دین" کا مفہوم اور مختلف تعبیرات:

اقامت دین ایک قرآنی اصطلاح ہے اور قرآن حکیم کی درج ذیل آیت کریمہ میں اقامت دین کا حکم وارد ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصّٰى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسٰى وَعِيسٰى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ﴾[12] مذکورہ آیت کی رو سے اقامت دین ایک قرآنی فریضہ ہے۔ مفہوم جس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کو جمیع اعتبار سے قائم اور نافذ کیا جائے، چنانچہ علامہ ماوردی اقامت دین کا مفہوم یوں واضح کرتے ہیں۔

> **"فيه وجهان: أحدهما: اعملوا به,الثاني:ادعوا إليه، ويحتمل وجهاً ثالثاً: جاهدوا عليه من عانده"**[13]
>
> "اقامت دین کی دو توجیہات ہو سکتی ہیں: ایک یہ کہ اس پر عمل کرو، دوسری یہ کہ اس کی طرف دعوت دو۔ ایک تیسری وجہ کا احتمال ہے وہ یہ کہ جو اس سے دشمنی رکھے اس سے جنگ کرو۔"

لیکن اب سوال یہ ہے کہ قرآنی اصطلاح میں اقامت دین کا مفہوم کیا ہے اور علمائے قدیم و معاصرین اس سے کیا مراد لیتے ہیں؟ تمہید کے طور پر یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ اقامت دین کی اصطلاح سے کئی ایک مفاہیم مراد لیے ہیں۔ پہلا یہ کہ اس سے مراد توحید کی اقامت ہے، دوسرا یہ کہ توحید کے ساتھ دیگر عقائد بھی شامل ہیں، تیسرا یہ کہ توحید اور عقائد کے ساتھ اطاعت الٰہی بھی شامل ہے یعنی ہر اس کام کی اقامت جو اطاعت الٰہی میں شامل ہوتا ہے، چوتھا مفہوم یہ کہ توحید، عقائد اور اطاعت الٰہی کے ساتھ دیگر اوامر و نواہی بھی شامل ہیں، پانچواں یہ کہ مذکورہ چیزوں کے ساتھ ارکان اسلام بھی شامل ہیں، چھٹا یہ کہ اخلاقی محاسن اور اسلامی اقدار بھی شامل ہیں، ساتویں یہ کہ تمام شرائع و دین اپنے تمام کلی و جزئی اصول و فروع کے ساتھ مراد ہے، گویا یہ ایک وسیع مفہوم ہے۔ سطور ذیل میں اقامت دین کے متعلق قدیم و معاصرین علما و مفسرین کی مختلف تعبیرات ذکر کی جاتی ہیں۔

پہلی تعبیر: توحید کی اقامت

چونکہ بعض علمائے کرام کے نزدیک اقامت دین سے مراد اللہ تعالیٰ کی توحید ہے چنانچہ عبدالحق ابن عطیہ فرماتے ہیں: **"واقامة الدين هوتوحيد الله ورفض ما سواه"**[14]۔ یعنی اقامت دین سے مراد اللہ کی توحید قائم کرنا اور اس کے ماسوا کو چھوڑ دینا ہے۔ تفسیر جلالین میں بھی اقامت دین کا یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مراد توحید اللہ ہے۔[15] معاصرین میں سے مولانا وحید الدین خاں اس تصور کے بڑی شدت سے قائل ہیں، لکھتے ہیں کہ خدا کو اپنے بندوں سے جو دین مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ وہ خالص توحید پر قائم ہوں۔ صرف ایک خدا ان کی تمام توجہات کا مرکز بن جائے، یہی اقامت دین ہے۔[16] مزید ایک جگہ لکھا کہ **اقیموالدین یا اقم وجهک للدین حنیفا** سے مراد دین کو زمین پر قائم کرنا نہیں ہے بلکہ اس کو خود اپنے آپ پر قائم کرنا ہے۔ **اقیموالدین** کا مطلب اپنی دنیا کو معرفت الٰہی سے آباد کرنا ہے۔ **اقیموالدین** کا مطلب اپنے اندر ربانی شخصیت کی تعمیر کرنا ہے۔ اقامت دین سے مراد پیروی دین ہے نہ کہ نفاذ دین۔ اس کا نشانہ احتساب خویش ہے نہ کہ احتساب غیر۔ یہ فکری اور اخلاقی

دنیا میں کی جانے والی ایک جدوجہد ہے۔[17] حضرات مفسرین میں حضرت مقاتل کو علم تفسیر قرآن میں خاصی شہرت حاصل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ 'دین' سے مراد توحید ہے۔[18] علامہ ابن کثیر اُس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں: ''وہ دین جو تمام انبیاء کرام کا مشترک طور پر ہے وہ اللہ واحد کی عبادت ہے، جیسے اللہ جل وعلا کا فرمان ہے ﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيٓ إِلَيۡهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدُونِ﴾[19] حدیث میں ہے ہم انبیا کی جماعت آپس میں علاتی بھائیوں کی طرح ہیں ہم سب کا دین ایک ہی ہے، جیسے علاتی بھائیوں کا باپ ایک ہوتا ہے۔[20] الغرض احکام شرع میں گو جزوی اختلاف ہو لیکن اصولی طور پر دین ایک ہی ہے اور وہ توحید باری تعالی ہے فرمان اللہ ہے ﴿لِكُلٍّ جَعَلۡنَا مِنكُمۡ شِرۡعَةً وَمِنۡهَاجًا﴾[21]۔''[22]

دوسری تعبیر: توحید کے ساتھ اطاعت اور احکام الٰہی کی اقامت

بعض علما کے نزدیک توحید کے ساتھ اطاعت اور احکام الٰہی کی بجاآوری کا مفہوم ملتا ہے۔ جیسا کہ قاضی بیضاوی لکھتے ہیں۔"**ان اقیموالدین وهو الایمان بما یجب تصدیقه والطاعة في الاحكام الله**"[23]۔یعنی مراد یہ ہے کہ جن چیزوں کی تصدیق ضروری ہے ان پر ایمان لایا جائے اور احکام الٰہی کی اطاعت کی جائے۔ ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ اقامت دین سے مراد اللہ تعالی کے لیے اخلاص اور عبادت کرنا ہے۔**إقامة الدين: الإخلاص لله وعبادته**۔[24] اسی طرح علامہ شوکانی فرماتے ہیں۔''**ای توحید الله والایمان به وطاعة رسله و قبول شرائعه**''[25]۔یعنی اللہ کی توحید کا اقرار، اس پر ایمان، اس کے رسولوں کی اطاعت اور اس کے احکام پر عمل کرنا۔ اور شیخ طنطاوی کے نزدیک بھی ایمان اور اطاعت مراد ہے۔[26]

تیسری تعبیر: تمام عقائد اور ایمانیات کی اقامت

بعض علمائے تفسیر نے اقامت دین سے توحید اور اطاعت الٰہی کے ساتھ ساتھ دیگر عقائد و ایمانیات پر استقامت اختیار کرنا مراد لیا ہے۔ چنانچہ امام زمخشری رقم فرماتے ہیں: اقامت دین اسلام سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی توحید کا اقرار، اس کی اطاعت کرنا، اس کے رسولوں، کتابوں اور یوم آخرت پر ایمان لانا اور ان تمام امور کی انجام دہی جن پر کسی آدمی کا مسلمان ہونا موقوف ہوتا ہے، تاہم اس سے وہ شرائع مراد نہیں ہیں جو لوگوں کی مصلحتوں کے حسب حال ہوتے ہیں کیونکہ وہ بدلتے رہتے ہیں۔[27] امام فخر الدین رازی کا بھی یہی خیال ہے لکھتے ہیں: یہاں دین سے مراد ان اعمال اور احکام کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہو، اس لیے کہ ان میں باہم اختلاف اور تفاوت ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے شریعت اور منہاج مقرر کر دیا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ دین سے مراد وہ امور ہوں جو شریعتوں کے بدلنے سے نہیں بدلتے۔ اور وہ ہیں، اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان۔[28] اگرچہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام رازی کے نزدیک دین سے مراد صرف ایمانیات ہیں۔ تاہم مزید آگے انھوں نے لکھا۔ **المراد هو الاخذ بالشريعة المتفق عليها بين الكل**[29]۔یعنی اس سے مراد اس شریعت پر عمل کرنا ہے جس پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے۔ امام ابو السعود العمادی نے بھی یہی بات لکھی ہے کہ اس سے مراد تمام عقائد ہیں: ''**أي دينَ الإسلامِ الذي هو توحيدُ الله تعالى وطاعتُه والإيمان بكتبه ورسله وبيوم الجزاءِ وسائرِ ما يكونُ الرجلُ بهِ مُؤمناً**''[30] دین اسلام

سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی توحید کا اقرار، اس کی اطاعت کرنا، اس کے رسولوں، کتابوں اور یوم آخرت پر ایمان لانا اور ان تمام امور کی انجام دہی جن پر کسی آدمی کا مسلمان ہونا موقوف ہوتا ہے۔ اور پھر امام ابوالسعود العمادی اقامت دین کا مفہوم یوں واضح کرتے ہیں۔

"والمرادُ بإقامتِه تعديلُ أركانِه وحفظُه منْ أنْ يقعَ فيه زيف أو المواظبةُ عليه والتشمرله"[31]۔

"دین کی اقامت سے مراد یہ ہے کہ اس کے ارکان کو ٹھیک طریقے سے ادا کیا جائے، اس میں ٹیڑھ اور انحراف آنے سے اس کی حفاظت کی جائے، اس پر ہمیشگی کی جائے اور اس کے لیے سرگرم رہا جائے۔"

امام آلوسی نے بھی یہی بات لکھی ہے۔[32] امام نسفی نے بھی ایک لفظ کے فرق سے یہی بات لکھی ہے۔[33] احمد مصطفی المراغی نے کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یہی بات لکھی ہے۔[34] نواب صدیق حسن خان صاحب یہی فرماتے ہیں کہ دین سے مراد اللہ کی توحید اختیار کرنا، اس پر ایمان لانا، اس کے رسل کی اطاعت کرنا اور اس کی نازل کردہ شریعت کو قبول کرنا مراد ہے۔ نواب صاحب نے اس کے بعد اقامت دین کا وہی مفہوم بیان کیا ہے جو اوپر امام ابوالسعود العمادی کا گزر چکا ہے۔[35]۔ ابن عربی فرماتے ہیں کہ تمام انبیائے کرام کو جس چیز کی اقامت کا حکم دیا گیا ہے اس سے دین کی اصل و اساس مراد ہے جو توحید الٰہی، اللہ پر ایمان اور آخرت کے دن پر ایمان سے عبارت ہے۔[36] علامہ قرطبیؒ کے نزدیک بھی اقامت دین کی آیت میں دین سے توحید اور اطاعت الٰہی کے علاوہ اللہ تعالیٰ پر، اس کے انبیاء و رسل پر، اس کی نازل کردہ کتب اور آخرت کے دن پر ایمان لانا مراد ہے۔[37] اور پھر دین کی اقامت کا مطلب یہ بتلایا أَيِ اجْعَلُوهُ قَائِمًا، يُرِيدُ دَائِمًا مُسْتَمِرًّا مَحْفُوظًا مُسْتَقِرًّا مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ فِيهِ وَلَا اضْطِرَابٍ۔ یعنی دین کو قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرو کہ وہ ہمیشہ قائم، جاری و ساری، محفوظ اور مستحکم رہے۔ نہ کوئی اس کی مخالفت کرے اور نہ اس کی تعلیمات میں کوئی اضطراب پیدا ہو[38]۔ علامہ رشید رضا مصری نے یوں وضاحت فرمائی ہے کہ اللہ کا دین اس کے انبیائی زبان میں اپنے اصول و مقاصد کے اعتبار سے ایک رہا ہے۔ وہ اصول یہ ہیں، اللہ کی واحدانیت کا اقرار، اس کی پاکی بیان کرنا، اس کے لیے صفات کمال کا اثبات، اعمال میں اس کے لیے اخلاص، یوم آخرت پر ایمان اور عمل صالح کے ذریعے اس کے لیے تیاری[39]۔

چوتھی تعبیر: توحید، اطاعت اور عقائد کے ساتھ اوامر و نواہی کی بھی اقامت

بعض مفسرین ایسے بھی ہیں جنہوں نے اقامت دین کے مفہوم میں توحید، اطاعت اور دیگر عقائد کے ساتھ ساتھ اوامر و نواہی کو بھی شامل کیا ہے، چنانچہ تفسیر خازن کے مصنف لکھتے ہیں کہ اقامت دین سے مراد اللہ کی توحید اور آسمانی کتب، انبیاء اور یوم آخرت پر ایمان لانا۔ اور ہر اوامر و نواہی میں اللہ کا اطاعت کرنا۔ اور ان تمام امور کی انجام دہی جن پر کسی آدمی کا مسلمان ہونا موقوف ہوتا ہے۔ اور اس سے مراد شرائع نہیں ہیں کیونکہ وہ حسب حالات مختلف ہوتی ہیں[40]۔ محمد سید طنطاوی نے بھی یہی مفہوم مراد لیا ہے، "والمراد بإقامة الدين: التزام أوامره ونواهيه، وطاعة الرسل في كل ما جاءوا به من عند ربهم طاعة تامة."[41]۔ یعنی اقامت دین سے مراد اوامر و نواہی میں مکمل التزام کرنا، اور رسول جو کچھ بھی اللہ کی طرف سے لے کر آئے ہیں۔ ان تمام امور کی

مکمل اطاعت کا نام ہے۔ علامہ ابن جریر طبریؒ نے اقامت دین میں اطاعت کی بجائے شرعی احکام پر عمل کرنا شامل فرمایا ہے۔ **"اعملوا به علی ما شرع لکم و فرض"**[42]۔ مزید یہ کہ علامہ ابن جریر طبری نے حضرت قتادہؒ کا قول نقل کیا ہے کہ یہاں 'دین' سے مراد یہ ہے کہ جس شے کو اللہ تعالی نے حلال قرار دیا ہے اسے حلال جانا جائے اور جس شے کو حرام ٹھہرایا ہے اسے حرام سمجھا جائے۔[43]

پانچویں تعبیر: مذکورہ تمام کے ساتھ ارکان اسلام کی اقامت

بعض علمائے تفسیر نے اقامت دین کے مفہوم میں عقائد اسلامی کے ساتھ ساتھ ارکان اسلام کا بھی اضافہ کیا ہے، ان کے نزدیک تمام انبیائے کرام کا دین ایک ہی تھا اور یہ دین دراصل توحید، صلوۃ، زکوۃ، صیام اور حج وغیرہ پر مشتمل تھا۔ چنانچہ مفسر علامہ آلوسیؒ نے اقامتِ دین کی تفسیر میں حضرت مجاہدؒ کا یہ قول ذکر کیا ہے: **"لم یبعث نبی اِلا امر باقامة الصلاة و ایتاء الزکوٰة، والاقرار بالله تعالیٰ و طاعته سبحانه، و ذٰلک اقامة الدین۔"**[44]۔ یعنی اللہ تعالی نے ہر نبی کو اقامت صلوۃ، ایتائے زکوۃ، اقرار باللہ اور اطاعت الٰہی کے حکم کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اور یہی اقامت دین ہے۔ امام مجاہد کے اس قول کو ابو حیان اندلسی نے بھی ذکر کیا ہے۔[45] اور امام بغوی نے بھی بعض الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ایسا ہی قول نقل کیا ہے۔[46]

چھٹی تعبیر: مذکورہ تمام کے ساتھ اخلاقی محاسن اور اسلامی اقدار کی اقامت

بعض مفسرین نے توحید، اطاعت، عقائد، اوامر و نواہی اور ارکان کو ہی محض ذکر نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ دیگر مسلمہ اخلاقی محاسن اور اسلامی اقدار کو بھی دین کے مفہوم میں شامل کیا ہے، جیسے سچائی، امانت داری، صلہ رحمی اور ایفائے عہد وغیرہ، حرمت زنا، حرمت تکبر، خلاف مروت امور سے اجتناب۔ یہ سب انبیائے کرام کے مشترکہ نکات میں شامل رہے ہیں۔ چنانچہ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ اصول ہیں جن میں کسی شریعت کا اختلاف نہیں ہے۔ یعنی توحید، نماز، زکوۃ، روزہ، حج، نیک اعمال کے ذریعے اللہ تعالی کا تقرب، قلب اور اعضاء و جوارح کے ذریعے اس کی جانب میلان، سچائی، عہد کی پاس داری، امانت کی ادائیگی، صلہ رحمی، کفر، قتل اور زنا کی حرمت، مخلوق کو اذیت نہ پہنچائی جائے، خواہ وہ کیسے ہی کام کریں، جانور پر ظلم نہ کیا جائے، خواہ وہ کوئی بھی ہو، وقار کے خلاف گھٹیا کام کرنے کی حرمت۔ یہ تمام چیزیں سب سے مطلوب ہیں۔ ان کی حیثیت 'ایک دین' کی ہے اور ہر ملت کا اس میں اشتراک ہے۔ جتنے بھی انبیاء آئے ہیں ان کے درمیان ان امور میں کوئی اختلاف نہیں رہا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر امور میں شریعتوں میں اختلاف رہا ہے۔ مختلف زمانوں میں جس جس چیز کی مصلحت اور حکمت متقاضی ہوئی، اللہ تعالی نے مختلف امتوں کے لیے وہ چیز مشروع کی[47]۔ شیخ ابن العربی نے بھی دین اور اس کی اقامت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے[48]۔ ابو حیان اندلسی نے بھی بعض الفاظ کی تبدیلی سے یہی وضاحت کی ہے[49]۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب 'حجۃ اللہ البالغہ' کے باب چھپن میں سورہ شوری کی آیہ زیر بحث اور سورہ مائدہ کی آیت نمبر 48، جس میں اختلاف شرائع کا بیان ہے، دونوں آیات کو ذکر کرنے کے بعد مذکورہ بات کو انتہائی شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے۔[50] اور پھر آگے جا کر وضاحت فرمائی کہ جو شخص دین کی اصلی تعلیمات کو اچھی طرح جانتا ہے اور اختلاف مناہج کے جو اسباب اور مصالح ہیں ان کا بھی اسے پورا علم ہو، اس کو مختلف ادیان اور شرائع منزلہ کے احکام میں کوئی

حقیقی اختلاف نظر نہیں آتا[51]۔ جناب عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی نے اقامت دین کا مفہوم مزید جامعیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے

"امركم ان تقيموا جميع شرائع الدين، اصوله و فروعه، تقيمونه بانفسكم و تجتهدون في اقامته على غيركم،وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان۔"[52]

''دین کی اقامت سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے تمھیں حکم دیا ہے کہ تم تمام شرائع دین یعنی دین کے اصول اور فروع سب قائم کرو۔ تم اسے اپنی ذات پر قائم کرو اور دوسروں پر بھی اسے قائم کرنے کی کوشش کرو اور نیکی اور تقوی کے کاموں میں تعاون کرو، برائی اور جارحیت کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔''

ساتویں تعبیر: دین کی تمام جزئیات، تفصیلات اور فروعات کی اقامت

بعض علمائے تفسیر کا خیال یہ ہے کہ اقامت دین سے مراد دین کو اس کی تمام جزئیات، تفصیلات اور فروعات کے ساتھ قائم کرنا مراد ہے۔ چنانچہ ابن عاشور کے نزدیک اقامت دین کا حکم مجمل ہے اور اس کی تفسیر میں جملہ فروعات دین شامل ہیں۔"والاقامة مجملة يفسرهامافي كل دين من الفروع، واقامة الشيء، جعله قائماً وهي استعارة للحرص على العمل به" [53]۔یعنی اقامت دین کا حکم مجمل ہے تفسیر جس کی یہ ہے کہ اس میں تمام فروعات دین شامل ہیں۔اور کسی چیز کی اقامت سے مراد یہ ہے کہ اسے قائم کیا جائے اور یہ استعارہ ہے عمل پر تحریص پیدا کرنے سے۔

مذکورہ بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اقامت دین سے بعض مفسرین نے توحید کی اقامت مراد لی ہے، بعض نے توحید کے ساتھ دیگر عقائد کو بھی شامل کیا ہے، بعض نے عقائد کے ساتھ اطاعت الٰہی کا بھی اضافہ کیا ہے گویا ہر اس کام کی اقامت جو اطاعت الٰہی میں شامل ہے چاہیے اس کا تعلق اصول دین سے ہے یا فروع دین سے، بعض مفسرین ایسے بھی ہیں جنہوں نے اصول دین کے ساتھ احکامات اور دیگر اوامر و نواہی بھی مراد لیے ہیں، اور بعض مفسرین ایسے ہیں کہ جنہوں نے دیگر فروعی، اخلاقی اور جزئی چیزیں بھی مراد لی ہیں۔ ساتھ اقامت کا مفہوم بھی واضح ہوا کہ ارکان کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنا، اپنے اوپر اور دوسروں کے اوپر دینی احکام اور اوامر و نواہی کو لاگو کرنا، اس خلاف دشمنوں سے جنگ کرنا، اس پر ہیشگی اختیار کرنا اور اس کے لیے ہمیشہ سرگرم رہنا اور جدوجہد کرنا۔

معاصرین اور اقامت دین کی تعبیر:

معاصرین میں سے مولانا مودودی اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس میں الدین سے مراد وہ سارے انفرادی و اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی احکام ہیں جو اسلامی شریعت میں ملتے ہیں اور اقامت کا مطلب ہے ان کو قائم کرنا۔ اس طرح یہ آیت پورے شرعی نظام کو مکمل طور پر انسانی زندگی میں غالب و نافذ کرنے کا حکم دے رہی ہے ۔ چنانچہ انھوں نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے "اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاو"۔[54] پھر تشریح میں ﴿ شَرَعَ لَكُمْ ﴾ کی وضاحت کرتے

ہیں کہ اس سے مراد طریقہ، ضابطہ اور قاعدہ مقرر کرنا ہوتا ہے اور اسی اصطلاح کے لحاظ سے تشریع قانون سازی کے معنی میں ہے۔ لہذا شرع کا معنی قانون سازی کرنا، ضابطہ اور قاعدہ مقرر کرنا ہے۔ پھر لفظ الدین کی وضاحت کرنے کے بعد ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ﴾ کی یوں تشریح کرتے ہیں:

"پھر فرمایا من الدین از قسم دین شاہ ولی اللہ نے اس کا ترجمہ از آئین کیا یعنی اللہ تعالی نے جو تشریع فرمائی ہے اس کی نوعیت آئین کی ہے لفظ دین... کے معنی ہی کسی کی سیادت و حاکمیت تسلیم کر کے اس کے احکام کی اطاعت کرنے کے ہیں اور جب یہ لفظ طریقے کے معنی پر بولا جاتا ہے تو اس سے مراد وہ طریقہ ہوتا ہے جسے آدمی واجب الاتباع اور اس کے مقرر کرنے والے کو مطاع مانے، اس بنا پر اللہ کے مقرر کیے ہوئے اس طریقے کو دین کی نوعیت رکھنے والی تشریع کہنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس کی حیثیت محض سفارش اور وعظ و نصیحت کی نہیں ہے بلکہ یہ بندوں کے لئے ان کے مالک کا واجب الاتباع قانون ہے جس کی پیروی نہ کرنے کے معنی بغاوت کے ہیں اور جو شخص اسکی پیروی نہیں کرتا وہ دراصل اللہ کی سیادت و حاکمیت اور اپنی زندگی کا انکار کرتا ہے"۔[55]

اس سے اتنی بات واضح ہوتی ہے کہ مولانا نے اس لفظ کا معنی دین کی نوعیت رکھنے والی تشریع کیا ہے اور تشریع کا مطلب قانون سازی اور دین کا مطلب کسی کو حاکم سمجھ کر اس کے احکام کی اطاعت کرنا۔ لہذا ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ﴾ کا معنی واجب الاتباع قانون کے ہوں گے۔ جب ہم واجب الاتباع قانون کے معنی کرتے ہیں تو لا محالہ اس میں انفرادی، اجتماعی، سماجی، معاشی، بین الاقوامی، اخلاقی، عقائد و نظریات اور فکر و سوچ کے متعلق ہر قسم کی قانون سازی آجائے گی۔ لہذا اس کو محض عقائد کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں ہوگا اور ساتھ ساتھ یہ تصور بھی شامل رہے گا کہ سیادت و حاکمیت اللہ تعالی کی ہے۔ ایک جگہ مولانا مودودی "دین ایک جامع اصطلاح" کے زیر عنوان لکھتے ہیں کہ قرآن اس لفظ کو قریب قریب انہی مفہومات میں استعمال کرتا ہے جن میں یہ اہل عرب کی بول چال میں مستعمل تھا لیکن اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لفظ دین کو ایک جامع اصطلاح کی حیثیت سے استعمال کرتا اور اس سے ایک ایسا نظام زندگی مراد لیتا ہے جس میں انسان کسی کا اقتدار اعلی تسلیم کر کے اس کی اطاعت و فرماں برداری قبول کرلے اس کے بعد حدود و ضوابط اور قوانین کے تحت زندگی بسر کرے اس کی فرماں برداری پر عزت و ترقی اور انعام کا امیدوار ہو اور اس کی نافرمانی پر ذلت خواری اور سزا سے ڈرے، غالباً دنیا کی کسی زبان میں کوئی اصطلاح ایسی جامع نہیں ہے جو اس پورے نظام پر حاوی ہو موجودہ زمانہ کا لفظ اسٹیٹ کسی حد تک اس کے قریب پہنچ گیا ہے لیکن ابھی اسے دین کے پورے معنوی حدود پر حاوی ہونے کے لئے مزید وسعت درکار ہے[56]۔ اور پھر سورۃ المومن کی آیت نمبر 26 جس میں فرعون کی طرف سے حضرت موسیٰ کو قتل کرنے کی بات ہے، اس میں یہی مفہوم بیان کیا ہے۔[57] اس کے بعد مولانا مودودی نے پانچ آیات[58] ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ان سب آیات میں دین سے پورا نظام زندگی اپنے تمام اعتقادی، نظری، اخلاقی اور عملی پہلوؤں سمیت مراد ہے۔[59] دین کے اس وسیع مفہوم کو انھوں نے کئی ایک جگھوں پر بیان کیا ہے[60]۔ ایک جگہ تو دین کو بالکل اسٹیٹ کے ہم معنی قرار دیا ہے[61]۔ یہی مفہوم مولانا صدر الدین اصلاحی نے بیان کیا ہے[62]۔ اور مولانا امین احسن اصلاحی بھی لفظِ دین کی وسعت کو ایسے ہی بیان کرتے ہیں۔[63]

ڈاکٹر اسرار احمد لفظ دین کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دین کا اصل مفہوم جزاو سزا اور بدلہ ہے اس بنیادی تصور کے تمام مقتضیات اور لوازم کے اجماع سے قرآن مجید کی مخصوص اصطلاح الدین بنی ہے چنانچہ دین کے معنی ہیں ایک پورا نظام زندگی مکمل ضابطہ حیات اور اکمل واتم دستور و آئین اطاعت، جس میں ایک ہستی یا ادارے کو مطاع، مقنن اور حاکم مطلق مان کر اس کی سزا کے خوف اور اس کے انعام کے ذوق و شوق سے اس کے عطا کردہ یا جاری و نافذ قانون اور ضابطے کے مطابق اس ہستی یا ادارے کی کامل اطاعت کرتے ہوئے زندگی بسر کی جائے۔[64]
اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ دین ایک دستور، نظام حیات اور ضابطہ و قانون ہے پھر یہ قانون ودستور کسی کو مطاع، مقنن اور حاکم مطلق مان کر تسلیم کیا جاتا ہے۔ لہذا دین اللہ کا مفہوم ہو گا کہ اللہ کو مطاع، مقنن اور حاکم مطلق مان کر اسی کے قوانین کو تسلیم کرنا[65]۔ مزید ایک سوال کے جواب میں دین اور مذہب کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے لکھا کہ دین نظام کو کہتے ہیں اور نظام انفرادی زندگی کے ساتھ اجتماعی زندگی کے مزید تین گوشوں سیاسی، معاشی اور سماجی نظام پر مشتمل ہوتا ہے۔ اسلام ایک مکمل دین ہے اور اسمیں انفرادی زندگی کے تین شعبے بھی ہیں یعنی مذہب بھی ہے اور اجتماعی زندگی کے تین گوشے یعنی معاشی، سیاسی، سماجی نظام بھی ہے۔[66]
اب اقامت کا کیا مفہوم ہے ؟ اس بارے میں قدیم مفسرین کی آراء گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہیں۔ تاہم معاصرین میں سے مولانا امین احسن اصلاحی اقامت دین کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قائم رکھنے سے مراد یہ ہے کہ اس کی جو باتیں ماننے کی ہیں وہ سچائی کے ساتھ مانی جائیں جو کرنے کی ہیں وہ دیانتداری اور راستبازی کے ساتھ کی جائیں نیز لوگوں کی برابر نگرانی کی جائے کہ وہ اس سے غافل یا منحرف نہ ہونے پائیں اور اس بات کا پورا اہتمام کیا جائے کہ اہل بدعت اس میں کوئی رخنہ نہ پیدا کر سکیں[67]۔ سید قطب شہیدؒ کے مطابق اقامت سے مراد یہ ہے کہ اس دین کو قائم کرو یعنی خود اس پر چلو اور دوسروں کو چلاؤ[68]۔ اور ان سب کو اس دین واحد کی اقامت میں جمع ہو کر اکٹھا زور لگانا چاہیے اس کے احکام کو اپنے اوپر نافذ کرنا چاہیے[69]۔ مولانا صدرالدین اصلاحی فرماتے ہیں کہ جب اقامت کا لفظ کسی ٹھوس چیز کے بجائے معنوی اشیاء کے لئے بولا جاتا ہے تو اس وقت اس کا مفہوم پورا پورا حق ادا کرنے کا ہوتا ہے۔[70] مولانا مودودی اقامت دین کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قائم کرنے کا لفظ جب مادی یا جسمانی چیز کیلئے استعمال ہوگا، تب اس سے مراد ہو گا: بیٹھے کو اٹھانا اور کھڑا کرنا، مگر جو چیزیں مادی نہیں بلکہ معنوی ہوں گی، ان کیلئے جب قائم کرنے کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، تب اس سے مراد محض اس چیز کی تبلیغ کر دینا ہی مراد نہیں ہوتا بلکہ اس پر کما حقہ عمل درآمد کرنا، اسے رواج دینا اور اسے عملاً نافذ کرنا بھی مراد ہوتا ہے۔ چنانچہ انبیائے کرام کو جب دین قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے مراد محض یہی نہ تھا کہ خود اس دین پر عمل کریں اور دوسروں کو اس کی تبلیغ کریں بلکہ اس سے یہ بھی مراد تھا کہ جو لوگ اسے برحق تسلیم کریں، ان پر پورے کا پورا دین عملاً رائج اور نافذ بھی کر دیں۔[71] اور پھر وہ دین کا نفاذ کہاں کہاں ہونا چاہیے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:
"دینِ حق اور اقامتِ دین کے تصور میں ہمارے اور بعض دوسرے لوگوں کے درمیان اختلاف ہے ہم دین کو محض پوجا پاٹ اور چند مخصوص مذہبی عقائد و رسوم کا مجموعہ نہیں سمجھتے بلکہ ہمارے نزدیک یہ لفظ طریق زندگی اور نظام حیات کا ہم معنی ہے اور اس کا دائرہ انسانی زندگی کے سارے پہلوؤں اور تمام شعبوں پر حاوی ہے ہم اس بات کے

قائل نہیں ہیں کہ زندگی کو الگ الگ حصوں میں بانٹ کر الگ الگ سکیموں کے تحت چلایا جاسکتا ہے... اس لئے ہم جب اقامتِ دین کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے ہمارا مطلب محض مسجدوں میں دین قائم کرنا یا چند مذہبی عقائد اور اخلاقی احکام کی تبلیغ کر دینا نہیں ہوتا بلکہ اس سے ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ گھر اور مسجد، کالج اور منڈی، تھانے اور چھاونی، ہائی کورٹ اور پارلیمنٹ، ایوان وزارت اور سفارتخانے سب پر اس ہی ایک خدا کا دین قائم کیا جائے جس کو ہم نے اپنا رب اور معبود تسلیم کیا ہے اور سب کا انتظام اسی ایک رسول کی تعلیم کے مطابق چلایا جائے جسے ہم اپنا ہادی برحق مان چکے ہیں"۔[72]

یہی بات مولانا صدرالدین اصلاحی نے بیان فرمائی ہے۔[73] اور اسی طرز سے دین کے نفاذ کو اقامت دین، نظام اسلامی کا نفاذ اور حکومت الہیہ کا قیام شمار کیا گیا ہے۔[74]

ڈاکٹر اسرار احمد آیت ﴿أَقِيمُواْ ٱلدِّينَ﴾ کے ذیل میں اقامت اور اقیموا کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قائم کرو دین کو یا قائم رکھو دین کو یعنی دین قائم ہو تو اسے قائم رکھو قائم نہ ہو تو اس کو قائم کرو۔[75] عربی گرامر کے اعتبار سے وضاحت کی کہ أَقِيمُواْ فعل متعدی ہے اس کا ترجمہ یہی ہو گا کہ کسی دوسری شے کو کھڑا کرنا، اگر کوئی شخص اس کا معنی کھڑا رہنا یا قائم رہنا کرتا ہے تو یہ فعل لازم بنتا ہے حالانکہ أَقِيمُواْ فعل لازم نہیں ہے بلکہ فعل متعدی ہے لہذا اقامت دین کا مفہوم یہ ہو گا کہ دین کو اس کے مکمل اور تمام لوازم و مقتضیات کے ساتھ کھڑا کیا جائے یا کھڑا رکھا جائے۔[76] چونکہ قرآن حکیم کے بعض تراجم میں ﴿أَقِيمُوا الدِّينَ﴾ کا ترجمہ "دین کو قائم رکھو" اور بعض میں اس کا ترجمہ "دین کو قائم کرو" کیا گیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر اسرار احمد مرحومؒ نے ترجمہ کے اس اختلاف کو بڑی عمدہ تطبیق سے سلجھا دیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ کسی معاشرے میں عملاً دین قائم ہو گا یا قائم نہیں ہو گا لہذا اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ اگر دین پہلے ہی سے قائم ہے تو اسے قائم رکھو اور اگر قائم نہیں ہے تو اسے قائم کرو۔[77] اور دین کا اپنے ماننے والوں سے یہ تقاضا ہے کہ اسے قائم کریں، اسے کھڑا کریں۔ اسی دین کے مطابق نظام معیشت و معاشرت استوار ہو اس کے مطابق نظام حکومت و سیاست قائم ہو۔[78] اس کے بعد سورۃ المائدہ کی آیت 68 کو بطور دلیل و استشہاد پیش کرتے ہوئے اقامت دین کا مفہوم یہ بتلایا کہ یہاں وہی لفظ اقامت دین (قائم کرنا) آیا ہے اب اس آیت میں بغرضِ تفہیم **یا اهل الکتاب** کی جگہ **یا اهل القرآن** اور توراۃ وانجیل کی جگہ قرآن رکھ دیجیے تو بات یوں ہو گی ﴿يأَهْلَ القرآن لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُواْ القرآن﴾[79] کہ اے اہل قرآن اے حاملان کتاب اللہ، تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے جب تک تم قرآن کو قائم نہ کرو قرآن کریم اگر واقعی ضابطہ حیات ہے جیسا کہ فی الوقع وہ ہے تو اس کو نافذ کیا جانا چاہیے۔ قرآن نے اگر کوئی نظام دیا ہے اور واقعی دیا ہے۔ تو وہ نظام قائم ہونا چاہیے۔ تو یہ اقامتِ دین کی مختصر شرح ہوئی۔[80] گویا ﴿أَقِيمُوا الدِّينَ﴾ کے حکم کا خلاصہ یہی ہے کہ زبان سے صرف عقیدہ توحید کا اقرار کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس عقیدے کا رنگ اپنے اعمال پر بھی چڑھاؤ اور نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی طور پر اپنے معاشرے کی اعلیٰ ترین حکومتی اور ریاستی سطح پر اس کی تنفیذ و تکمیل کو یقینی بناؤ۔[81]

گویاڈاکٹر اسرار احمد کے نزدیک اقامت دین کے مفہوم میں تین باتیں شامل ہیں۔ پہلی یہ کہ اللہ کو ہی حاکم حقیقی اور مطاع مطلق تسلیم کرنا، دوسری یہ کہ انفرادی و اجتماعی سطح پر جس جگہ دین قائم ہے اسے برقرار رکھنا اور اگر کوئی گوشہ دین سے خالی ہے تو اس پر دین قائم کرنا، تیسری یہ کہ نظام معیشت و معاشرت اور حکومت و سیاست دین کے مطابق ہو اگر انفرادی معاملات تو دین کے مطابق ہیں لیکن اجتماعی نظام نہیں ہے تو اقامت دین کا مفہوم و مدعا کسی صورت پورا نہیں ہوتا۔ حضرت کرم علی شاہ الازہریؒ اقامت دین کی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ تمام انبیائے کرام کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ اس دین کو قائم کرو اور لوگوں کی عملی زندگیوں میں اسے رائج کرو تاکہ ان کے اعمال اس دین کے قالب میں ڈھل جائیں اور ایسے عوامل اور محرکات سے اس کی حفاظت کی جائے، جو اسے عملی زندگی سے بے دخل کرنے پر منتج ہوں۔[82] مذکورہ وضاحت کے بعد حضرت پیر صاحبؒ نے رقم فرمایا ہے کہ دین کی محض زبانی دعوت دینا اور اس کے محاسن بیان کرنا ہی انبیائے کرام کا فریضہ نہیں تھا بلکہ اسے عملاً رائج کر دینا بھی ان کا فریضہ تھا اور جو نصب العین، حضرات انبیائے کرام کا تھا، وہی نصب العین امتِ محمدیہ کیلئے منجانب اللہ مقرر کیا گیا ہے۔

دین و شریعت میں فرق کی بحث:

چونکہ قدیم علمائے تفسیر میں سے بعض نے اقامت دین کی آیت کے ذیل میں دین و شریعت کے مابین فرق بیان کیا ہے کہ دین سے مراد اصولِ دین ہوتے ہیں اور شرائع سے مراد فروع دین۔ چنانچہ تمام انبیائے کرام کا دین باہمی مشترک تھا مگر ان کی شرائع حالات و ظروف کے مطابق باہم مختلف تھیں۔ دین و شریعت کے مابین اس فرق کے نتیجہ میں بعض علمائے تفسیر نے یہ نقطہ نظر اختیار کیا کہ تمام انبیائے کرام کو دین قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ہم بھی اصول دین اور ارکان عقائد کی اقامت کے مکلف ہیں اور شریعت کے دیگر احکام و فروع کا قیام گویا اقامت دین کے حکم میں داخل نہیں ہے۔ جبکہ بعض مفسرین و مفکرین نے اس کے برعکس موقف اختیار کیا ہے۔ ہم سطور بالا میں کئی مفسرین کے اقتباس دیکھ چکے ہیں، خصوصاً علامہ قرطبیؒ، ابوحیان اندلسی، ابن العربی اور شاہ ولی اللہ دہلوی کی وضاحت انتہائی قابل توجہ ہے۔ چنانچہ اس بارے میں مزید وضاحت کرتے ہوئے معاصرین میں سے مولانا آزاد فرماتے ہیں کہ سورہ شوریٰ کی آیت 13 میں پانچ اصحاب عزم پیغمبروں کا نام لے کر بتایا گیا ہے کہ سب کو ایک ہی دین دے کر بھیجا گیا تھا اور یہ محض چند اصول عقائد ہی کا نام نہیں تھا بلکہ اس میں شرائع کے بنیادی احکام بھی داخل ہیں۔ مولانا آزاد نے مختلف آیات کا حوالہ دے کر ثابت کیا ہے کہ قرآن حکیم نے نماز، روزہ کی عبادت کو بھی دین قرار دیا ہے، محرمات شرعیہ کو تکمیل دین بتایا ہے، حلال و حرام کے احکام ماننا بھی دین میں شامل ہے اور حدود الٰہیہ کے قیام کو بھی دین سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فوجداری احکام بھی دین کے مفہوم میں داخل ہیں۔[83] اصل بات بھی یہی ہے کہ قرآن حکیم نے مختلف مقامات پر دین کو مختلف مفاہیم میں استعمال کیا ہے، جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ دین میں بنیادی اصول اور اساسی فروع داخل ہیں۔ چنانچہ ایک مقام پر عبادت کو دین سے تعبیر کیا گیا ہے۔[84] ایک مقام پر محرمات شرعیہ کو تکمیل دین قرار دیا گیا ہے۔[85] ایک مقام پر حلال و حرام کے احکامات اور قتال کرنا بھی دین قرار دیا گیا ہے۔[86] ایک مقام پر اسلام کے فوجداری قانون کا نفاذ بھی دین ہے۔[87] اس لیے بعض مفسرین نے سورہ شوری کی زیر بحث آیہ اور سورہ مائدہ کی آیت نمبر 48 جس میں ہر دور کے لیے شرائع

مختلف ہونے کا بیان ہے ان میں باہم تطبیق دیتے ہوئے لکھا ہے کہ شریعت، دین میں شامل تھی، اس لیے جب اقامت دین کی بات کی جائے، تب دین کی اقامت کے ساتھ ساتھ شریعت کی اقامت بھی مراد لی جائے گی۔اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ آلوسی سورہ مائدہ کی آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

"لا تكاد أمة تتخطى شرعتها، والأمة التي كانت من مبعث موسى إلى مبعث عيسى عليهما الصلاة والسلام شرعتهم ما في الإنجيل، وأما أنتم أيها الموجودون فشرعتكم ما في الفرقان ليس إلا فآمنوا به واعملوا بما فيه"[88]۔

"کوئی امت اپنی شریعت سے تجاوز نہیں کر سکتی۔ حضرت موسیٰؑ کی بعثت سے حضرت عیسیٰ کی بعثت تک جو امت تھی، اس کی شریعت احکام تورات تھے۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ کی بعثتوں کے درمیان کی امت کی شریعت انجیل میں مذکور تھی، اور اب تمھاری شریعت صرف قرآن کی شکل میں موجود ہے اس لیے اس پر ایمان لاؤ اور اس کے احکام پر عمل کرو"۔

اس سے معلوم ہوا کہ شریعت دین میں شامل ہے، شریعت پر عمل گویا دین پر عمل ہے۔علامہ قرطبیؒ مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "والشريعة الطريقة الظاهرة التي يتوصل بها إلى النجاة. والشريعة ما شرع الله لعباده من الدين"[89]۔یعنی شریعت ایک ایسا ظاہری راستہ ہوتا ہے جس کے ذریعے منزل مقصود تک پہنچا جاتا ہے، اور شریعت سے مراد دین کی وہ چیزیں ہیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے لیے مشروع کیا ہے۔" یہی بات علامہ رشید رضا نے لکھی ہے کہ شریعت عملی احکام کا نام ہے۔ یہ لفظ دین سے زیادہ خاص ہے بلکہ وہ دین کے مفہوم میں داخل ہے اس حیثیت سے کہ اس پر عمل کرنے والا اپنے عمل کے ذریعے اللہ کی اطاعت کرتا ہے، اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اور اس کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔[90]

اس بات کی وضاحت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی یوں بیان کرتے ہیں: "والحق يعلم ان القوم لا يستطيعون العمل بالدين الا بتلك الشرائع والمناهج"۔یعنی یہ حقیقت جان لینی چاہیے کہ لوگوں کے لیے شرائع و مناہج پر عمل کیے بغیر دین پر عمل کرنا ممکن ہی نہیں[91]۔

سید مودودیؒ نے بھی اس رائے پر تبصرہ کیا ہے کہ جن کے نزدیک دین اور شریعت میں فرق ہے اور اللہ تعالیٰ نے محض اقامت دین کا حکم دیا ہے اور اقامت شرع گویا اس سے خارج ہے۔ مولانا کے نزدیک یہ ایک خطرناک خیال ہے، جو اپنے نتائج کے اعتبار سے دین و شریعت کی اس تفریق پر منتج ہو گا، جس میں مبتلا ہو کر سینٹ پال نے دین و شریعت کا نظریہ پیش کیا اور سیدنا موسیٰؑ کی امت کو خراب کر دیا تھا۔ مولانا کے نزدیک جب شریعت دین سے الگ کسی چیز کا نام ہے اور ہمیں شریعت کی بجائے دین قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے، تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ مسلمان بھی عیسائیوں کی مانند شریعت کو غیر اہم اور اس کی اقامت کو غیر مقصود سمجھ کر نظر انداز کر دیں گے۔[92] اور صرف ایمانیات اور موٹے موٹے اخلاقی اصولوں کو لے کر بیٹھ جائیں گے[93]۔ اس کے بعد مولانا مودودی نے متعدد قرآنی آیات ذکر کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ احکامات و شرائع اور انفرادی و اجتماعی معاملات بھی دین میں شامل ہیں۔[94] لہذا جب دین میں ہر قسم کے احکام شامل ہیں تو اقامت دین میں محض ایمانیات ہی نہیں بلکہ شرائع و احکام کو بھی قائم کیا جائے

گا۔ مزید وضاحت کے انداز میں لکھتے ہیں کہ در اصل ساری غلط فہمی اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ آیت ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾ کا الٹ مطلب لے کر یہ معنی پہنا دیئے گئے ہیں کہ شریعت چونکہ ہر امت کے لئے الگ تھی اور حکم صرف اس دین کے قائم کرنے کا دیا گیا ہے جو تمام انبیاء کے درمیان مشترک تھا اس لئے اقامت دین کے حکم میں اقامت شریعت شامل نہیں ہے حالانکہ اس آیت کا مطلب در حقیقت اس کے بالکل بر عکس ہے سورۃ مائدہ میں جس مقام پر یہ آیت آئی ہے اس کے پورے سیاق و سباق کو آیت 41 سے آیت 50 تک اگر کوئی شخص بغور پڑھے تو معلوم ہو گا کہ اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جس نبی کی امت کو جو شریعت بھی اللہ نے دی تھی وہ اس امت کے لئے دین تھی اور اس کے دور نبوت میں اس کی اقامت مطلوب تھی اور اب چونکہ سیدنا محمد ﷺ کا دور نبوت ہے اس لیے امت محمدیہ کو جو شریعت دی گئی ہے وہ اس دور کے لئے دین ہے اور اس کا قائم کرنا ہی دین کا قائم کرنا ہے۔[95] اس وضاحت سے مولانا نے یہ اختلاف ہی ختم کر دیا کہ شریعت اور دین کوئی الگ شے ہے بلکہ ہر دور نبوت کی شریعت کو ہی دین کہا جاتا تھا اور اس پورے دین کو قائم کرنا ہوتا تھا گویا دین کی اقامت سے مراد اصلاً شریعت کی اقامت بھی ہوتا تھا۔ لہذا آج بھی جب دین بولا جائے گا تو ساتھ شریعت شامل ہو گی اور جب اقامت دین کی بات ہو گی تو اس میں شریعت کی اقامت بھی ہو گی۔

مزید یہ کہ سید عروج قادری وضاحت کرتے ہیں کہ آیت میں ہر نبی کو اسی دین کی اقامت کا حکم دیا گیا ہے جو اس نبی پر نازل ہوا کیونکہ ہر نبی پر وحی الگ الگ نازل ہوتی تھی ایسا نہیں ہے کہ صرف ایک کتاب نازل ہوئی اور وہی ہر نبی کے دی گئی۔ جب یہ بات ہے تو پھر کیا اس کتاب میں محض اصول دین ہوتے تھے شریعت نہیں ہوتی تھی؟ توامر واقعہ یہ ہے کہ شریعت ہوتی تھی جیساکہ توریت میں اجتماعی احکام موجود ہیں۔ لہذا ہر نبی اس مجموعہ احکام کی اقامت کا مکلف ہوتا تھا جو اس پر نازل کیے جاتے تھے اور اسی مجموعہ احکام کو دین کہتے ہیں۔ تو اب بھی دین کے لفظ میں وہ تمام مجموعہ احکام ہو گا جو نبی کریمؐ پر نازل ہوا۔[96] اور پھر سید قادری نے "شریعتوں کے درمیان اختلاف محض جزوی تھا" کے زیر عنوان اس بارے میں مزید وضاحت کی اور شاہ ولی اللہؒ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ تمام شریعتیں اقامت عدل، اقامت حدود اور جہاد فی سبیل اللہ جیسے انتہائی اور آخری سیاسی و اجتماعی احکام تک میں متفق تھیں اور یہ سب احکام اصل دین میں داخل تھے۔ لہذا زیر بحث آیت میں لفظ "الدین" صرف عقائد و عبادات پر ہی نہیں بلکہ دین و شریعت کے پورے مجموعے پر حاوی ہے۔[97]

اور یہ بحث کہ دین پہلے ناقص رہا ہے اور اب مکمل ہوا ہے۔ لہذا دین میں شریعت داخل نہیں ہے، اس بارے میں امام رازی نے کھل کر وضاحت فرمائی اور اس عمومی مفہوم کہ دین پہلے ناقص تھا، کو رد کرتے ہوئے یوں بیان کیا ہے۔ "دین کبھی ناقص نہیں رہا، وہ ہمیشہ کامل رہا ہے، اللہ تعالی نے ہر زمانے میں جو شریعتیں نازل کی تھیں، وہ اپنے وقت میں کامل تھیں۔ لیکن اللہ تعالی یہ بھی جانتا تھا کہ جو چیز آج کامل ہے وہ آئندہ کامل نہیں رہے گی۔ اس لیے وہ ان میں سے بعض چیزوں کو منسوخ کرتا اور بعض کا اضافہ کرتا رہتا تھا۔ آخری زمانے میں اس نے مکمل شریعت نازل فرمائی اور اس کو قیامت تک باقی رکھنے کا فیصلہ فرمایا۔ حاصل یہ ہے کہ شریعت ہمیشہ کامل تھی۔ پہلے کی شریعتیں ایک مخصوص زمانے تک کے لیے کامل تھیں اور شریعت محمدی قیامت تک کے لیے کامل ہے۔"[98]

خلاصہ بحث:

مذکورہ علمائے قدیم و معاصرین کے اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت دین کے باب میں قدیم علماء و معاصرین کی تعبیرات باہم مختلف ہیں۔ چنانچہ بعض کے نزدیک اقامت دین سے توحید الٰہی کو قائم کرنا مراد ہے۔ بعض علماء نے توحید الٰہی کے ساتھ دیگر عقائد کو بھی اقامت دین کے مفہوم میں شامل کیا ہے۔ بعض کے خیال میں اللہ کی اطاعت اور شریعت پر عمل بھی اقامت دین کے تصور میں داخل ہے اور بعض نے اقامت دین کے مفہوم میں ارکان اسلام کے ساتھ ساتھ جملہ محاسن اخلاق کا اہتمام اور تمام رذائل اخلاق سے اجتناب کرنا بھی بیان کیا ہے۔ بعض نے فروعات دین اور بعض نے اصول و فروع کو اقامت دین کے تحت بیان فرمایا ہے۔ مضمون نگار کی رائے میں قدیم علماء و معاصرین کا مذکورہ اختلاف محض تعبیر کا اختلاف ہے، جس میں باہمی کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا ہے۔ گویا یہ اختلاف، اختلاف تنوع ہے، اختلاف تضاد نہیں ہے۔ چنانچہ جب توحید الٰہی کو تفہیم کی غرض سے اس کی جملہ اقسام کے ساتھ بیان کیا جائے گا اور جب اطاعت الٰہی کو اس کے وسیع تر قیام میں ذکر کیا جائے گا، اس میں انفرادی اور اجتماعی جہات کے تمام گوشے مثلاً سیاست، معیشت، معاشرت، عدالت، میڈیا اور تعلیم اس کے تحت شامل ہوں گے اور اقامت دین کے قائل علمائے کرام نے توحید الٰہی اور اطاعت ربانی کے اس مفہوم کو حالات حاضرہ کی زبان میں نظام زندگی اور آئین حیات اور دستور ملکی سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے دین کو آئین، مولانا مودودیؒ نے نظام اور علامہ طنطاویؒ نے دین کو دستور کے ہم معنیٰ بیان فرمایا ہے۔ مضمون نگار کی رائے میں مندرجہ بالا تعبیرات میں کوئی اختلاف گفتار ہے اور نہ ان میں سے کسی تصور کو بدعت سے تعبیر کیا جائے گا بلکہ لغات، آیات اور احادیث میں اقامت دین کا یہی مفہوم بیان ہوا ہے اور علماء و مفکرین نے مخصوص حالات کے تناظر میں اپنے اپنے اسلوب سے تعبیر کیا ہے۔ تاہم ایک بات ضرور ہے کہ دین کے تمام احکامات کی تعبیر سیاسی انداز سے کرنا اور سیاسی سطح پر دین کے نفاذ کو مقصد حیات قرار دینا اور اس کو انبیائے کرام کی بعثت کا مقصود ٹھہرانا، بہر حال ایک انتہائی موقف ہے، لہذا مضمون نگار یہ سمجھتا ہے کہ اقامت دین کے قائلین کو بھی اس تصور پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ان کو بھی غور کرنے کی ضرورت ہے جو اقامت دین کی سعی کو بے مقصد اور لغو خیال کرتے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ فیروز آبادی، مجد الدین، محمد بن یعقوب، **القاموس المحیط**، (بیروت، لبنان: دار الجیل، س ن):170/4

Faīūz Abādī Mujadadūdīn Muhammad bin yaqūb, **Al-qāmūs Al-muhīṭ** (Baīrūt, lubnān: dār Al-ljaīl, n.d)4:170

2۔ قاسمی، وحید الزمان، مولانا، **القاموس الوحید**، (لاہور: ادارہ اسلامیات، س ن) ص:369

Qāsmī, wahīdudīn, Mulānā, **Al Qāmūs Al-wahīd**, (Lahore: Idāra Islāmiyāt), 369

3۔ افریقی، جمال الدین محمد بن مکرم، **لسان العرب**، (بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، س ن):498/12

Afrīqī,jamāluddīn,**Lisān Al-ʿarab, (baīrūt,lubnān,**(Dār Al-kutab Al-Ilmiya,n.d)12: 498

4۔ اصفہانی، ابوالقاسم، حسین بن محمد، **مفردات الفاظ القرآن**، (دمشق: دار القلم، س ن):692

Aṣfhānī, Husaīn bin Muhammad, **Mufradāt Alfāz Al-Qurān,**(Dimashaq:Dār Al-Qalam, n.d) 692

5۔ اصفہانی، **مفردات الفاظ القرآن** :692 Aṣfhānī,**Mufradāt Alfāz Al-Qurān,**692

6- افریقی، **لسان العرب**:503/12
Afrīqī, jamāluddīn, **Lisān Al-ʿarab,**12:503

7- مجمع اللغة العربية، **المعجم الوسيط**،(بیروت لبنان: احیاء التراث الاسلامی، س ن)773/2
Majmaʿ Al-lugha Al-arabia,**Al-muʿjam Al-wasīṭ**(baīrūt,lubnān:Iḥya Al-turāth Al-islāmī, n.d),2:773

8- المائدة:67
Al-Māida:67

9- المائدة:66
Al-Māida:66

10- اصفہانی، **مفردات الفاظ القرآن**:693
Aṣfhānī,**Mufradāt Alfāz Al-Qurān,**693

11- النساء:162
Al-Nisā:162

12- الشوریٰ:13
Al-Shurā:13

13- الماوردی، أبوالحسن علي بن محمد، **النكت والعيون المعروف تفسير الماوردي**،(بیروت، لبنان: دار الكتب العلمية)197/5
Al-Māwardī Abu Al-hasan,ʿAlī bin Muhammad,**Al-nukat Wa Al-ʿUyūn,**(Baīrūt Lubnān: Dār Al-kutab Al-Ilmiya,n.d).5:197

14- ابن عطية، أبو محمد عبد الحق، الأندلسي، **المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز**،(بیروت: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى1422ھ):29/5
Ibn e ʿAṭia,Abu Muhammad Abdul Haq Al-Andulusī, **Al-Muharar Al-Wajīz Fī Tafsīr Al-kitāb Al-ʿAziz**(Baīrūt: Dār Al-kutab Al-Ilmiya First Addition,1422),5:29

15- المحلي، جلال الدين محمد بن أحمد، السيوطي، وجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر، **تفسير جلالين**(القاهرة: دار الحديث، الطبعة الأولى)640/1
Al-Mahilī jalāl Al-Dīn Muhammad bin Ahmad Al-sayūṭī, Jalāl Al-Dīn Abdul Rehman bin Abī bakar, **Tafsīr Jalālaīn,**(Al-Qahira:Dār Al-Hadīth first Addition),1:640

16- وحید الدین خاں، مولانا، **تذکیر القرآن**،(لاہور: دار التذکیر، 2009ء)،1321/2
Wahīdudīn khān mulānā , **Tadhkīr Al-Qu'ān**(Lahore:Dār Al-Tadhkīr2009),2:1321

17- وحید الدین خاں، مولانا، **دین وشریعت**(نیو دہلی: گڈورڈ بکس، نظام الدین ویسٹ مارکیٹ، طبع دوم2013ء)،12
Wahīdudīn khān mulānā , **Dīn Wa Sharīʿat,** (New Dehlī:Good word books Niẓām AL-Dīn west Market second Addition 2031),12

18- ابن الجوزي، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي، **زاد المسير في علم التفسير**،(بیروت: دار الكتاب العربي، الطبعة: الأولى1422ھ)،61/4
Ibn Al-Jzūī Jamāl Al-Dīn Abu Al-Faraj Abdul Rehman Bin Alī, **Zād Al-Masīr Fī ʿIlam Al-Tafsīr** (Baīrūt: Dār Al-Kitāb Al-Arabī 1422),4:61

19- سورہ الانبیا:25
Al-Anbiyā:25

20- محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری** حدیث:3442-3442
Muhammad Bin Ismaʿeīl,**Ṣahī Bukharī,**Hadīth no,3442-3442

21- سورہ مائدہ:48
Al-Māida:48

22- ابن کثیر، عماد الدین، **تفسیر القرآن العظیم[مترجم]**(لاہور: دار القدس، 2007)،5،23
Ibn e kathīr Ammād Al-Dīn,**Tasīr Al-Qur'ān Al-ʿAẓīm**(Lahore:Dār Al-Qudas 2007),5:23

23- البيضاوی، ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر، **أنوار التنزيل وأسرار التأويل**،(بیروت: دار إحياء التراث العربي، الطبعة الأولى1418ھ)،78/5
Al-baīḍāvī Nāṣir Al-Dīn Abu Saʿeīd Abdullah Bin Umar, **Awār Al-Tanzīl Wa Asrār Al-Tawīl,** (Baīrūt: Dār Al-Kitāb Al-Arabī First Addition 1418),5:78

24- الأندلسي، أبو حيان محمد بن يوسف، **البحر المحيط في التفسير**،(بیروت: دار الفكر، الطبعة:1420ھ)329/9
Al-Andulusī Abu Hayyān Muhammad Bin Yūsuf, **Al-Bahr Al-Muhīṭ Fī Al- Tafsīr** (Baīrūt:Dār Al-Fikar,1420)9:329

25- الشوكانی، محمد بن علي، **فتح القدير**،(دمشق، بیروت: دار ابن كثير، دار الكلم الطيب الطبعة الأولى1414ھ)،607/4

Al-Shukānī Muhammad Bin ʿAlī, **Fatah Al-Qadīr**(Dimashaq Baīrūt:Dār Ibn e Kathīr Dār Al-Kalam Al-Ṭayyab first addition1414),4:607

26۔ جوھری، طنطاوی، **الجواھر فی تفسیر القرآن**،(المکتبۃ الاسلامیۃ، الطبعۃ الثالثۃ، 1973)، 8/10

Jūharī Ṭanṭāvī, **Al-Jawāhir Fī Tafsīr Al-Qur'ān**(Al-Maktba Al-Islāmia,3rd Addition 1973), 10:8

27۔ زمخشری، محمود بن عمر، **الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل**،(بیروت لبنان: دار الاحیاء التراث العربی، 2008)، 219/4

Zamakhsharī Mahmūd Bin ʿUmar, **Al-Kashāf ʿAn Haqāiq ghawāḍ Al-Tanzīl**(Baīrūt Lubnān: Dār Al- Iḥya Al-turāth Al-Arabī,2008),4;219

28۔ الرازی، محمد بن عمر، **مفاتیح الغیب**،(بیروت: دار احیاء التراث العربي، الطبعۃ الثالثۃ 1420ھ)، 587/27

Al-Rāzī Muhammad Bin ʿUmar, **Mafātīh Al-ghaīb** (Baīrūt Lubnān: Dār Al- Iḥya Al-turāth Al-Arabī, Third Addition 1420),27:587

29۔ الرازی، محمد بن عمر، **مفاتیح الغیب**:587/27

Al-Rāzī Muhammad Bin ʿUmar, **Mafātīh Al-ghaīb**,27:587

30۔ العمادی، أبو السعود محمد بن محمد بن مصطفی، **ارشاد العقل السلیم إلی مزایا الکتاب الکریم**،(بیروت: دار احیاء التراث العربي س ن)، 26/8

Al-ʿAmādī Abu Al-Saʿūd Muhammad Bin Muhammad Bin Musṭafā, **Irshād Al-ʿAqal Al-Salīm Ilā Mazāyā Al-Kitāb Al-Karīm**,(Baīrūt: Dār Al- Iḥya Al-turāth Al-Arabī,n.d),8:26

31۔ العمادی، أبو السعود محمد بن محمد بن مصطفی، **ارشاد العقل السلیم إلی مزایا الکتاب الکریم**، 26/8

Al-ʿAmādī Abu Al-Saʿūd Muhammad Bin Muhammad Bin Musṭafā, **Irshād Al-ʿAqal Al-Salīm Ilā Mazāyā Al-Kitāb Al-Karīm,**8:26

32۔ الالوسی، شھاب الدین محمود بن عبد اللہ، **روح المعاني**،(بیروت: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ: الأولی، 1415ھ)، 22/13

Al-Alūsī Shahāb Al-Dīn Mahmūd Bin Abdullah , **Rūh Al-Maʿānī** (Baīrūt: Dār Al-kutab Al-Ilmiya First Addition,1415),13:22

33۔ النسفي، عبد اللہ بن أحمد، **مدارک التنزیل وحقائق التأویل**،(بیروت: دار الکلم الطیب، الطبعۃ الأولی، 1419ھ)، 248/3

Al-Nasfī Abdullāh Bin Ahmad , **Madār Al-Tanzīl Wa Haqāiq Al-Tawīl**(Baīrūt: Dār Al-Kalam Al-Ṭayyab 1st addition,1419),3:248

34۔ المراغی، احمد مصطفي، **تفسیر المراغی**،(بیروت، لبنان: دار الفکر، س ن)، 23/25، 25/25

Al-Murāghī Ahmad Musṭfā , **Tafsīr Al-Murāghī**(Baīrūt Lubnān: Dār Al-Fikar n.d) 25:23,25:25

35۔ قنوجی، **فتح البیان فی مقاصد القرآن**،(قطر: ادارۃ احیاء التراث الاسلامی، 1989)، 283/12

Qanūjī , **Fatah Al-Biyān Fī Maqasid Al-Qur'ān** (Qaṭar: Idāra Ihyā Al-Turāth Al-Islī 1989),12:283

36۔ ابن عربی، محی الدین، **تفسیر القرآن الکریم**،(بیروت: دار الاندلس للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ الثالثۃ، 1978)، 428/2

Ibn e ʿArabī Muhayyuddīn , **Tafsī Al-Qur'ān Al-Karīm**(Baīrūt: Dār Al-Andulus Littibāati Wa Al-nasher Wa Al-tuzī, Third Addition 1978), 2:428

37۔ قرطبّی، أبو عبد اللہ محمد بن أحمد، **الجامع لأحکام القرآن**،(القاھرۃ: دار الکتب المصریۃ، الطبعۃ: الثانیۃ، 1384ھ-1964م)، 10/16

Qurṭbī Abu Abdullāh Muhammad Bin Ahmad , **Al-Jamiʿ Li Ahkām Al-Qur'ān** (Al-Qāhira: Dār Al- Kutab Al-Miṣriyah, Second Addition 1964),16:10

38۔ قرطبّی، أبو عبد اللہ محمد بن أحمد، **الجامع لأحکام القرآن**، 10/16

Qurṭbī Abu Abdullāh Muhammad Bin Ahmad , **Al-Jamiʿ Li Ahkām Al-Qur'ān,**16:10

39. مصری،رشید رضا، **تفسیر المنار**،(بیروت: دارالکتب س ن)،417.416/6

Miṣrī Rashīd Raḍā, **Tafsīr Al-Minār**(Baīrūt: Dār Al- Kutab n.d), 6:416,417

40. علاءالدين علي بن محمد، **لباب التأويل في معاني التنزيل، معروف بہ تفسیر خازن**،(بیروت: دارالکتب العلمیۃ الطبعۃ: الأولی-1415ھ)،95/4

ʿAlā Al-Dīn Alī Bin Muhammad Bin Ibrāhīm, **Lubāb Al-Tawīl Fī Maʿānī Al-Tanzīl**(Baīrūt: Dār Al- Kutab Al-Ilmiyah First Addition1415),4:95

41. طنطاوي، محمد سيد، **التفسير الوسيط للقرآن الكريم**،(القاهرة مصر: دار نهضة للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة الأولى)،22/13

Ṭanṭāwī Muhammad Sayyad, **Al-Tafsīr Al-Wasīṭ Li Al-Qur'ān Al-Karīm**(Al-Qāhira Miṣar: Dār Nahḍa Litṭibāati Wa Al-nasher Wa Al-tuzī, First Addition,n.d),13:22

42. الطبري، أبو جعفر، ابن جرير، **جامع البيان فی تاویل القرآن**،(بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیۃ، س ن)،135/11

Al-Ṭabrī Abu Jafar Muhammad Bin Jarīr , **Jāmiʿul Bayān Fī tāwīl Al-Qur'ān** (Baīrūt Lubnān: Dār Al- Kutab Al-Ilmiyah,n.d), 11:135

43. الطبري، أبو جعفر، محمد بن جرير، **جامع البيان في تأويل القرآن**،(مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى، 1420ھ-2000م)،513/21

Al-Ṭabrī Abu Jafar Muhammad Bin Jarīr , **Jāmiʿul Bayān Fī tāwīl Al-Qur'ān** (Baīrūt:Mu'assasa Al-Risāla,First Addition 2000), 21:513

44. آلوسی، محمود، شهاب الدين، **روح المعانی**،(بيروت: دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الأولی، 1415ھ). 23/13

Alūsī Mahmūd Shihāb ul Dīn , **Rūh ul Maʿānī,** (Baīrūt: Dār Al- Kutab Al-Ilmiyah 1st Addition 1415),13:23

45. الأندلسي، أبو حيان محمد بن يوسف، **البحر المحيط في التفسير**،(بيروت: دار الفکر الطبعة: 1420ھ). 329/9

Al-Andulusī Abu Hayyān Muhammad Bin Yūsuf, **Al-Bahr Al-Muhīṭ Fī Al- Tafsīr** (Baīrūt:Dār Al-Fikar,1420),9:329

46. البغوي، أبو محمد، **معالم التنزيل في تفسير القرآن**،(بيروت: دار إحياء التراث العربي الطبعة الأولى، 1420ھ). 141/4

Al-Baghwī Abu Muhammad , **Maʿālim Al-Tanzīl Fī Tafsīr al-Qur'ān,**(Baīrūt: Dār Al-Iḥyā Al-turāth Al-Arabī,First Addition 1420),4:141

47. قرطبّی، أبو عبدالله محمد بن أحمد، **الجامع لأحكام القرآن**،(القاهرة: دار الکتب المصرية الطبعة الثانية، 1384ھ-1964م)،10/16

Qurṭbī Abu Abdullāh Muhammad Bin Ahmad , **Al-Jamiʿ Li Ahkām Al-Qur'ān** (Al-Qāhira: Dār Al- Kutab Al-Miṣriyah,Second Addition 1964),16:10

48. ابن العربی، محمد بن عبدالله، **احکام القرآن**،(مصر: مطبعۃ السعادہ)،205/2

Ibn e ul Arabī Muhammad Bin Abdullāh , **Ahkām Al-Qur'ān**,(Miṣar: Maṭba Al-Saāda) ,2:205

49. الأندلسي، أبو حيان محمد بن يوسف، **البحر المحيط في التفسير**،(بيروت: دار الفکر، الطبعة: 1420ھ). 329/9

Al-Andulusī Abu Hayyān Muhammad Bin Yūsuf, **Al-Bahr Al-Muhīṭ Fī Al- Tafsīr** (Baīrūt:Dār Al-Fikar,1420),9:329

50. دہلوی، شاہ ولی اللہ، محدث، **حجۃ اللہ البالغہ، مترجم مولانا عبدالرحیم**،(لاہور: الفیصل ناشران، س ن)، ص324تا326

Dehlwī Shah Waliullāh, **Hujjat ul Allāh Al-Bālibgha,**(Lahore: Al-Faīṣal Nāshirān n.d) 324-326

51. دہلوی، شاہ ولی اللہ، **حجۃ اللہ البالغہ**:332-

Dehlwī Shah Waliullāh, **Hujjat ul Allāh Al-Bālibgha,**332-

52. سعدي، عبدالرحمن بن ناصر، **تيسير الكريم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان**،(بيروت: موسسة الرسالة، 1996)، ص:700

Sʿadī Abdul Rehmān Nāṣir, **Taīsīr Al-Karīm Al- Rehmān Fī Tafsīr Kalām Al-Mannān**(Baīrūt: Mu’assasa Al-Risāla,1996),700

53۔ ابن عاشور، محمد طاہر، **التحریر والتنویر**، تیونس: الدار التونسیۃ للنشر، 1984ھ)، 53/25

Ibn e ʿAshūr Muhammad Ṭahir, **Al-Tahrīr Wa Al-Tanwīr**(Tiūnas: Al-Dār Al-Tūnsia Li Nashar 1984) , 25:53

54۔ مودودی، ابوالاعلی، مولانا، **تفہیم القرآن**، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، طبع چوالیس، 2007ء)، 486/4

Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā , Tafhīm Al-Qur’ān, **Tafhīm Al-Qur’ān,**(Lahore: Idāra Tarjmān Al-Qur’ān,2007), 4:486

55۔ مودودی، ابوالاعلی، مولانا، **تفہیم القرآن**، 187/4

Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā , **Tafhīm Al-Qur’ān,**4:187

56۔ مودودی، ابوالاعلی، مولانا، **قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں**، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 2016ء)، 101

Mudūdī ʿAbu ul-ʿAlā Mulānā ,**Qur’ān kī chār bunyādī Iṣṭlāhaīn** (Lahore: Islāmic Publications 2016),101

57۔ مودودی، ابوالاعلی، مولانا، **قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں**:102

Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā , **Qur’ān kī chār bunyādī Iṣṭlāhaīn,**102

58۔ آل عمران: 85،19، سورۃ توبہ: 33، سورۃ انفال: 31، النصر: 1،2،3

Aāl Inrān:19,85-Al-Tuba:33-Al-Anfāl:31-Al-Naṣar:1,2.3

59۔ مودودی، ابوالاعلی، مولانا، **قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں**:103

Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā , **Qur’ān kī chār bunyādī Iṣṭlāḥaīn,**103

60۔ مودودی، ابوالاعلی، مولانا، **دین حق**، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، س ن)، 4، 5؛ مودودی، ابوالاعلی، مولانا، **اسلامی ریاست**، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 2018ء)، 66

Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā, **Dīn e Ḥaq,**(Lahore: Islāmic Publications,n.d)4,5- Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā, **Islāmī Riyāsat**(Lahore: Islāmic Publications,2018),66

61۔ مودودی،، ابوالاعلی، مولانا، **تحریک آزادی ہند حصہ دوم**، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، اکتوبر 2014ء)، ص: 112، 113

Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā,**Teḥrīk Azādī Hind Part Two**(Lahore: Islāmic Publications, 2014), 112,113

62۔ اصلاحی، صدالدین مولانا، **فریضہ اقامت دین**، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، جولائی 2017) 13، 14

Iṣlāḥī Ṣadar ul Dīn, **Farīḍa Iqāmat e Dīn**,(Lahore: Islāmic Publications,2017),13,14

63۔ مودودی، ابوالاعلی، مولانا، **دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات**، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 2015ء)، 49

Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā, **Daʿwat e Islāmī Awr Us kay Muṭālibāt**,(Lahore: Islāmic Publications, 2015),49

64۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، **قرب الٰہی کے دو مراتب**، (لاہور: مکتبہ خدام القرآن، طبع ہفتم 2013ء)، 48؛ اسرار احمد، ڈاکٹر، **مطالبات دین**، (لاہور: مکتبہ خدام القرآن، 2014ء)، 81

Isrār Ahmad Doctor, **Qurb e Ilāhī kay Dū Marātib**,(Lahore: Maktba Khuddām Al-Qur’ān 7th Addition 2013),48- Isrār Ahmad Doctor, **Muṭālibāt e Dīn,** (Lahore: Maktba Khuddām Al-Qur’ān,2014),81

65۔ اسرار احمد، **مطالبات دین**:82

Isrār Ahmad Doctor, **Muṭālibāt e Dīn,**82

66۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، **یادگار انٹرویو**، (لاہور: مکتبہ خدام القرآن، 2014ء)، 39

Isrār Ahmad Doctor,**Yād Ghār Interview** (Lahore: Maktba Khuddām Al-Qur’ān, 2014),39

67۔ اصلاحی، امین احسن، مولانا، **تدبر قرآن**،(لاہور: فاران فاؤنڈیشن، س ن)، 153/7

Iṣlāhī Amīn Ahsan, Mulānā, **Tadabbur Al-Qur’ān**(Lahore:Farān Foundation ,n.d), 7:153

68۔ سید قطب، شہید، **تفسیر فی ظلال القرآن**،(لاہور: اسلامی اکادمی، 1991ء)، 48/9:

Sayyad Quṭab Shahīd, **Tafsīr Fī Ẓilāl Al-Qur’ān**,(Lahore: Islamī Akādmī,1991),9:48

69۔ سید قطب شہید، **تفسیر فی ظلال القرآن**:49/9 - Sayyad Quṭab Shahīd, **Tafsīr Fī Ẓilāl Al-Qur’ān,**9:49

70۔ اصلاحی، صدالدین مولانا، **فریضہ اقامت دین**:13

Iṣlāḥī Ṣadar ul Dīn, **Farīḍa Iqāmat e Dīn,**13

71۔ مودودی، ابوالاعلی، مولانا، **تفہیم القرآن**:488/4، 487

Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā, **Tafhīm Al-Qur’ān,**4: 487,488

72۔ مودودی، ابوالاعلی، مولانا، **جماعت اسلامی کا مقصد تاریخ اور لائحہ عمل**،(لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، ستمبر، 2014ء)، ص:10، 11

Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā, **Jamāt Islāmī kā Maqṣad Tārīkh awr Lāīḥa Amal**(Lahore: Islāmic Publications, 2014), 11,10

73۔ اصلاحی، صدالدین مولانا، **فریضہ اقامت دین**:13، 14

Iṣlāḥī Ṣadar ul Dīn, **Farīḍa Iqāmat e Dīn,**13,14

74۔ طفیل محمد، میاں، **دعوت اسلامی اور مسلمانوں کے فرائض**،(لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، س ن)، 57، 56؛ مودودی، ابوالاعلی، مولانا، **دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات**:113، 114

Ṭufaīl Muhammad Miān, **Daʿwat Islāmī awr Muslmānon kay Farāiḍ**(Lahore: Islāmic Publications, n.d) 56,57- Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā, Dawat e Islāmī Awr Us kay Muṭālibāt,113,114

75۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، **توحید عملی**،(لاہور: مرکزی انجمن خدام القرآن، طبع ششم 2016ء)، 82

Isrār Ahmad Doctor, **Tuḥīd e ʿAmalī**(Lahore: Markzī Anjuman Khuddām Al-Quran 6th Addition 2016),82

76۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، **حزب اللہ کے اوصاف اور امیر و مامورین کا باہمی تعلق**،(لاہور: مرکزی انجمن خدام القرآن، طبع سوم، اگست 2011ء)، ص 23، 24

Isrār Ahmad Doctor, **Ḥizbullāh kay Uṣāf awr Amīr Wa Mamūrīn kā Bāhumī Taʿalluq**(Lahore: Markzī Anjuman Khuddām Al-Quran 3rd Addition, 2011) ,23,24

77۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، **بیان القرآن**(لاہور: مکتبہ خدام القرآن، 2015ء)، 6، 312

Isrār Ahmad Doctor, **Biyān Al-Qur’ān**(Lahore: Maktba Khuddām Al-Qur’ān,2015), 6:312

78۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، **دینی فرائض کا جامع تصور**،(لاہور: مکتبہ خدام القرآن، طبع چوبیس، 2017ء)، 23

Isrār Ahmad Doctor, **Dīnī Farāiḍ kā Jamiʿ Taṣawur**(Lahore: Maktba Khuddām Al-Qur’ān, 24th 2017),23

79۔ المائدہ:68 Al-Maida:68

80۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، **دین فرائض کا جامع تصور**:24۔ Isrār Ahmad Doctor, **Dīnī Farāiḍ kā Jamiʿ Taṣawur,**24

81۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، **بیان القرآن**، 312/6۔ Isrār Ahmad Doctor, **Biyān Al-Qur’ān,**6:312

82۔ الازھری، محمد کرم شاہ، **ضیاء القرآن**،(لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1399ھ)، 367/4

Al-Azharī Muhammad Karam Shah, **Ḍiyā Al-Qur'ān** (Lahore: Ḍiyā Al-Qur'ān Publication 1399) , 4:367

83۔ آزاد،ابوالکلام،احمد، **ترجمان القرآن**،(لاہور:اسلامی اکادمی،اردو بازار، س ن)،332/3

Azād Abu Al-Kalām Ahmad , **Tarjumān Al- Qur'ān**(Lahore: Islamī Akādmī,n.d), 3:332

84۔ البینۃ:5 Al-Bayyina:5

85۔ المائدۃ:3 Al-Māida:3

86۔ التوبۃ:29 Al-Tuba:29

87۔ النور:2 Al-Nūr:2

88۔ آلوسی، **روح المعانی**:3،321 Alūsī Mahmūd Shihāb ul Dīn,**Rūh ul Maʿānī,**3:321

89۔ قرطبی، **الجامع لاحکام القرآن**:6،211۔ Qurṭbī,**Al-Jamiʿ Li Ahkām Al-Qur'ān,**6:211

90۔ رشید رضا مصری، **تفسیر المنار**:6،414۔ Miṣrī Rashīd Raḍā, **Tafsīr Al-Minār,**6:414

91۔ شاہ ولی اللہ الدھلوی، **حجۃ اللہ البالغۃ**،(بیروت–لبنان: دار الجیل، الطبعۃ الأولی،1426ھ)،167/1

Dehlwī Shah Waliullāh, **Hujjat ul Allāh Al-Bāligha**(Baīrūt Lubnān: Dār Al-Jaīl,1st Addition, 1426), 1:167

92۔ مودودی، مولانا، **تفہیم القرآن**:487/4۔ Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā , **Tafhīm Al-Qur'ān,** 4:487

93۔ مودودی، مولانا، **تفہیم القران**:489/4،488

Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā , **Tafhīm Al-Qur'ān,**4:488,489

94۔ مودودی، مولانا، **تفہیم القرآن**:489/4،490

Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā , **Tafhīm Al-Qur'ān,**4:490,489

95۔ مودودی، مولانا، **تفہیم القران**:490/4،491

Mudūdī Abu ul-Alā Mulānā , **Tafhīm Al-Qur'ān,**4:491,490

96۔ قادری، احمد عروج، سید، **امت مسلمہ کا نصب العین**،(دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی، بار دوم1978ء)،43

Qādrī Ahmad Urūj Sayyad,**U'mmat e Muslima kā Naṣab ul ʿAīn** (Dehlī: Markzī Maktba,2nd Addition,1978), 43

97۔ قادری، احمد عروج، سید، **اقامت دین فرض ہے**،(دہلی: مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ہند، بار اول،1970ء)،44،43

Qādrī Ahmad ʿUrūj Sayyad, **Iqāmat e Dīn Faraḍ haī** (Dehlī: Markzī Maktba Jamāt Islāmī Hind,1st Addition,1970),43,44

98۔ امام رازی، **مفاتیح الغیب**:11،287۔ Al-Rāzī Muhammad Bin Umar,**Mafātīh Al-ghaīb**,11:287